تاریخ الرِّدّۃ

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب استاذ ادبیات عربی دلی یونیورسٹی

۱۱

مُجّاعہ بن مرارہ نے ایک دن مَعن بن عدی بن حاتم کا تذکرہ کیا، وہ مَعن کے پُرانے دوست تھے، اور جب رسول اللہؐ سے ملنے آئے تھے تو مَعن ہی کے ساتھ ٹھہرے تھے۔ جن دنوں یمامہ کا وفد ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا ہوا تھا وہ مزارِ شہدا پر فاتحہ پڑھنے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ گئے۔ مُجّاعہ کہتے ہیں کہ میں بھی اُن کے ساتھ تھا، سب لوگ ستّر شہیدوں کی قبروں پر آئے، میں نے کہا: خلیفہ رسول اللہ میں نے اِن سے زیادہ کسی قوم کو تلواروں کے نیچے ثابت قدم اور سچّی لگن سے جوابی حملہ کرتے نہیں پایا، اُن میں ایک شخص تھا، جس سے میرے پُرانے دوستانہ تعلقات تھے .... ابو بکر صدیقؓ:۔ تمہاری مراد مَعن بن عدی سے معلوم ہوتی ہے ؟ مُجّاعہ:۔ جی ہاں وہ سین میرے سامنے ہے، جب میں بیڑیوں میں جکڑا خالد کے خیمہ میں پڑا تھا۔ بدّو رنگروٹوں کی پسپائی سے مسلمانوں کے پیر اس بُری طرح اکھڑے کہ مجھے توقع نہ تھی کہ وہ کبھی صورتِ حال پر قابو پاسکیں گے۔ اُن کی شکست سے میں غمگین تھا، ابو بکر صدیقؓ:۔ کیا واقعی غمگین تھے ؟ مُجّاعہ:۔ جی ہاں بالکل سچ کہتا ہوں۔ ابو بکر صدیق:۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ مُجّاعہ:۔ ہاں تو میں نے مَعن بن عدی کو دیکھا کہ وہ بھگدڑ کے بعد پلٹے، اُن کے سر سے ایک لال کپڑا لپٹا ہوا تھا، تلوار کندھے پر تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا اور وہ یہ نعرہ لگا رہے تھے:۔ انصار پلٹ کر سچّا حملہ، انصار پلٹ کر سچّا حملہ۔ نعرہ سُن کر انصار پلٹ آئے اور پھر وہ معرکہ ہوا جس میں وہ چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور بالآخر دشمن کو تباہ کر کے چھوڑا۔ وہ منظر بھی میرے سامنے ہے جب میں خالد بن ولید کے ساتھ گشت کرتا ہوا بنو حنیفہ کے خاص مقتولوں کو اُن سے روشناس کرا رہا تھا اور مجھے انصاری جانبازوں کی لاشیں ہر جگہ نظر آرہی تھیں۔ یہ سُن کر ابو بکر صدیق پر ایسی رقّت

طاری ہوئی کہ اُن کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

ابوسعید خُدریؓ:۔ ظہر کے وقت میں باغ میں داخل ہوا، جنگ گرم ہوئی، خالد بن ولید نے موذن کو اذان کا حکم دیا۔ اُس نے باغ کی دیوار سے اذان دی۔ لیکن لڑائی اتنی سخت تھی کہ کسی کو نماز کا موقع نہ ملا۔ کئی گھنٹہ تک جنگ ہوتی رہی، فتح پاکر خالدؓ نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی۔ اس کے بعد خالدؓ نے چند لوگ میدان جنگ میں زخمی پڑے مسلمانوں کو پانی پلانے کے لئے مامور کئے، اُن میں ایک میں بھی تھا۔ ہمارا گذر بدری صحابی ابوعقیل انصاری کے پاس ہوا، اُن کے پندرہ زخم لگے تھے، اُنھوں نے مجھ سے پانی مانگا۔ میں نے پلایا تو اُن کے ہر زخم سے پانی بہ نکلا، پھر اُن کا دم نکل گیا، اس کے بعد میں بشر بن عبداللہ کے پاس سے گذرا وہ انتڑیوں میں بیٹھے تھے جو اُن کے پیٹ سے باہر نکلی پڑی تھیں۔ اُنھوں نے مجھ سے پانی مانگا، میں نے دیا، اُس کو پی کر وہ بھی موت کی نیند سو گئے، عامر بن ثابت عجلانی کے پاس سے گذرا تو اُن کے برابر ایک زخمی حنفی پڑا تھا، میں نے عامر کو پانی پلایا تو حنفی نے بھی منت کر کے پانی مانگا میں نے کہا: تجھے پانی تو کیا دونگا البتہ تیرا خاتمہ کئے دیتا ہوں ۔ حنفی:۔ بہتر ہے لیکن میرے ایک سوال کا جواب دیدو، اس سے تمہارا کچھ نہ بگڑیگا" میں نے پوچھا سوال کیا ہے تو اُس نے کہا: ابو ثمامہ (مسیلمہ) کا کیا رہا۔ میں نے کہا اُسے قتل کر دیا گیا۔ حنفی:۔" وہ نبی تھا لیکن اس کی قوم نے جیسا چاہیئے تھا اس کی قدر نہ کی" یہ سنکر میں نے حنفی کی گردن اُڑا دی۔

محمود بن لبید:۔ جب خالد بن ولید نے یمامہ کے بہت سے لوگ قتل کر دیئے، تو اُنھوں نے بھی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو ہلاک کر دیا، اتنے صحابہ مقتول و مجروح ہوئے کہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی رائے ہوئی کہ ہم اس وقت تک لڑائی جاری رکھیں گے جب تک بنو حنیفہ کو ختم نہ کر دیں یا خود ختم نہ ہوجائیں، جو مسلمان زندہ بچے زخموں سے چور تھے۔ جب شام ہوئی تو مجاعہ نے اپنے ہم وطنوں کو خفیہ پیغام بھیجا کہ وہ مع عورتوں بچوں اور غلاموں کے ہتیاروں سے مسلح ہو کر صبح سویرے مشرق کی طرف رُخ کر کے قلعوں کی چھتوں پر کھڑے ہوجائیں اور اگلے حکم کا انتظار کریں، خالد بن ولید اور مسلمان اپنے مقتولوں کو دفنانے میں لگ گئے، دفنا کر لوٹے تو زخمیوں کو سینکنے میں مشغول ہوگئے۔ صبح کو خالدؓ نے مجاعہ کو بلایا جو بیڑیوں

میں جکڑ بند تھے، اُن کو ساتھ لیکر مسیلمہ کی لاش دیکھنے نکلے، اُن کا گذر ایک خوش رو وجیہہ شخص کی لاش کے پاس سے ہوا تو خالدؓ نے مُجّاعہ سے پوچھا: کیا یہ وہی ہے؟ مُجّاعہ: نہیں، یہ تو بخدا اُس سے زیادہ معزز آدمی ہے، یہ محکم بن طفیل ہے۔" اس کے بعد مُجّاعہ نے کہا: جس کی تم کو تلاش ہے وہ بھاری بھرکم توندل آدمی ہے، جس کے پیٹ اور پیٹھ پر خوب بال ہیں، جو ایک آنکھ بند رکھتا تھا، دوسرے قول کے مطابق مُجّاعہ نے یہ الفاظ کہے: اُس کے بڑے بڑے پیر ہیں، رنگ پیلا، ناک چپٹی اور نکیلی ہے، خالد بن ولیدؓ کے حکم سے دشمن کے مقتولوں کا معائنہ کیا گیا، مسیلمہ کی لاش مل گئی، خالدؓ اُس کے پاس آئے، خدا کا بہت بہت شکر ادا کیا اور مسیلمہ کو اس کنویں میں پھنکوا دیا جس کا پانی وہ پیا کرتا تھا۔ جب رات ہوئی تو ہم نے کھجور کی جلتی ٹہنیاں لیں اور اُن کی روشنی میں اپنے سارے مقتولوں کو بغیر نہلائے یا کپڑے اُتارے دفن کر دیا، اُن پر نماز بھی نہ پڑھی، بنو حنیفہ کے مقتولوں کو پڑا رہنے دیا، جب مُجّاعہ نے صلح کر لی تو اہل یمامہ نے ان کو کنویں میں ڈال دیا، خالدؓ کا خیال تھا کہ بنو حنیفہ کے صرف ناکارہ اور چھوٹے لوگ رہ گئے ہیں۔ جب وہ مسیلمہ کی لاش کے پاس کھڑے ہوئے تو اُنھوں نے کہا مُجّاعہ یہ ہے تمہارا وہ لیڈر جس نے تمہاری مٹی خراب کی، تم سے زیادہ احمق لوگ میں نے نہیں دیکھے! مُجّاعہ:۔ درست ہے لیکن تم یہ نہ سمجھنا کہ بنو حنیفہ سے تمہاری جنگ ختم ہو چکی، اگرچہ تم نے اُن کے لیڈر کو مار دیا ہے بخدا تم سے لڑنے صرف اُن کے اگلے دستے آئے ہیں، اُن کا سواد اعظم اور بیشتر خاندانی لوگ قلعوں میں موجود ہیں نظر اُٹھا کر دیکھو تم پر خدا کی لعنت کیا بک رہے ہو؟" یہ کہتے ہوئے خالدؓ نے سر اُٹھایا، مُجّاعہ:۔ خدا کی قسم میں ٹھیک کہہ رہا ہوں خالدؓ نے دیکھا کہ قلعوں کی چھتوں پر ایک جم غفیر ہتیار لئے موجود ہے، وہ بہت پریشان ہوئے، لیکن انھوں نے دل مضبوط کیا اور مردانہ وار للکار کر کہا: خدا کے فدائیو! گھوڑوں پر۔ اُنھوں نے اپنے ہتیار منگوائے، جھنڈا افسر سے کہا کہ اپنا جھنڈا لیکر آگے جائے۔ مسلمان بنو حنیفہ سے مزید لڑائی نہ چاہتے تھے، وہ جنگ سے اُکتا گئے تھے اُن کی بڑی تعداد ماری جا چکی تھی بجز زندہ بچے اُن میں بیشتر زخمی تھے۔ مُجّاعہ: مرد آدمی، میں تمہارا خیر اندیش ہوں، تمہیں اور دوسرے فریق کو جنگ کی چکی پیس چکی ہے، آؤ اپنی قوم کی طرف سے میں صلح کرتا ہوں۔ پرانے آزمودہ کار مسلمانوں کی موت نے خالدؓ کے ہاتھ کمزور کر دیئے تھے، اس کے علاوہ گھوڑے اور بار برداری کے جانور چارہ کی قلت سے لاغر ہو گئے تھے، اس لئے وہ چاہتے تھے کہ صلح ہو جائے، صلح

ہوگئی جس کے مطابق قرار پایا کہ بنوحنیفہ کا سارا سونا چاندی، زرہیں، مویشی اور آدھی آبادی مسلمانوں کو دیدئے جائیں۔ صلح کے بعد مجّاعہ نے خالد سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے اکابر قوم کے پاس جاکر صلح کی یہ قرارداد پیش کروں۔ خالدؓ نے جانے کی اجازت دیدی۔ مجّاعہ نے واپس آکر بتایا کہ بنوحنیفہ نے قرارداد منظور کرلی ہے۔

جب خالدؓ پر یہ بات واضح ہوئی کہ مجّاعہ کے علاوہ کوئی قیدی نہیں(۹) تو انھوں نے کہا: تمہارا بُرا ہو مُجّاعہ تم نے ایک دن میں دوبار مجھے دھوکہ دیا(۹)، مُجّاعہ:- کیا کروں میری قوم کا معاملہ ہے، میں ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ عورتوں نے مجھ پر دباؤ ڈالا اور اپیل کی، مُجّاعہ نے ایک حنفی عورت کے یہ شعر پڑھکر خالدؓ کو سُنائے:-

مسیلمہ لم یبق إلّا النساء — سبایا الذی الخف والحافر

مسیلمہ دشمن کے فاتح سواروں کی قید کے لئے — بس عورتیں زندہ رہ گئی ہیں

فاما الرجال فأودی بهم — حوادث من دهرنا العاثر

رہے مرد تو ان کو حوادثات دہر تباہ کرچکے

فلیت أباك قضی نحبه — ولیتك لم تك فی الغابر

اے کاش تمہارے باپ نے تم کو پیدا نہ کیا ہوتا

فجاعة الخیر فانظر لنا — فلیس لنا الیوم من ناظر

اچھے مجاعہ ہماری مدد کرو — آج تمہارے سوا ہمارا کوئی پرسان حال نہیں

سواك فانا علی حالة — تروعنا هذه الطائر

آج ہم پر ایسا خوف طاری ہے کہ — پرندہ کی آہٹ تک سے ہم ڈر جاتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ مجّاعہ اپنی قوم کے پاس قرارداد صلح پیش کرنے گئے تو رات تھی، جب وہ قلعہ کے دروازہ پر پہونچے تو ایک عورت کو مذکورہ اشعار پڑھتے سُنا۔ عورت کے نزدیک آکر مجّاعہ نے کہا: تیرا مونھ ٹوٹ جائے خاموش رہ، مُجّاعہ میں ہوں" پھر وہ قلعہ میں داخل ہوئے وہاں عورتوں اور بچوں کے علاوہ کوئی نہ تھا، مجّاعہ

نے اُن کو حکم دیا کہ مسلح ہو کر قلعہ کی فصیل پر جمع ہو جائیں۔ ایک حنفی مسلمہ بن عُمیر نے تقریر کی اور بنو حنیفہ کو صلح کی توثیق سے روکا اور خالد بن ولید سے لڑائی جاری رکھنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا قلعہ بہت مستحکم ہے غذا کی بھی ہمارے پاس کوئی کمی نہیں مسلمانوں کا ستھراؤ ہو چکا ہے، اُن کے باقی لوگ زخمی ہیں، مُجّاعہ کا مشورہ مت مانو، صلح کرنے سے اُن کا مقصد خالدؓ کی قید سے رہائی پانا ہے" جوابی تقریر کرتے ہوئے مجاعہ نے کہا: بھائیو میری بات مانو اور مسلمہ کی رائے پر عمل نہ کرو۔ مجھے ڈر ہے کہیں آپ پر وہ مصیبت نہ آجائے جس کی طرف شرجبیل بن سلمہ نے اشارہ کیا تھا یعنی یہ کہ تمہاری عورتیں پکڑی جائیں اور مسلمان زبردستی ان سے ہم بستر ہوں" بنو حنیفہ نے مُجّاعہ کا کہا مانا اور صلح کی توثیق کر دی۔

جب خالد بن ولیدؓ نے صلح کی بات چیت کی تو ابو نائلہؓ اور اُسید بن حضیرؓ نے کہا: خالد خدا سے ڈرو اور صلح نہ کرو۔ خالدؓ:۔ کیسے نکروں مسلمانوں کا صفایا ہو چکا ہے۔ اُسید: ہمارا ہوا تو دشمن کا بھی ہوا" خالد: ہمارے باقی لوگ سب کے سب زخمی ہیں۔ اُسید:۔ بنو حنیفہ کا بھی یہی حال ہے، ہم ہرگز صلح نہیں کریں گے۔ کل صبح لڑنے نکلو، جب تک وہ پوری طرح رام نہ ہو جائیں ہم برابر لڑتے رہیں گے حتیٰ کہ ہمارا آخری سپاہی جان نہ دیدے، تم کو خلیفہ کی اِس ہدایت کے مطابق عمل کرنا چاہیے "بنو حنیفہ پر اگر تم کو خدا فتح عطا کرے تو اُن پر ترس نہ کھانا" خدا نے ہمیں اُن پر فتح عطا کر دی ہے، ان کا لیڈر قتل ہو چکا ہے، باقیوں سے نمٹنا کہیں زیادہ آسان ہے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو بکر صدیقؓ کا مراسلہ صادر ہوا، اس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے، ایک قول ہے کہ اس دن رات ہونے سے پہلے سلمہ بن وقش ابو بکر صدیقؓ کے پاس سے دو خط لیکر آئے جن میں سے ایک کا مضمون یہ تھا۔

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میرا خط پا کر اگر خدا کی عنایت سے تم کو فتح نصیب ہو تو بنو حنیفہ کے کسی بالغ مرد کو جیتا نہ چھوڑنا" ان ہدایات کے پیش نظر انصار نے کہا، خلیفہ کا حکم تمہارے حکم اور رائے سے زیادہ لائق احترام ہے۔ لہذا بنو حنیفہ کے کسی بالغ مرد کو زندہ نہ چھوڑو"۔ خالدؓ:۔ خدا کی قسم میں نے تمہاری بے پایاں کمزوری کے باعث صلح کی ہے۔ جب جنگ کی چکی بُری طرح تمہیں اور اُن کو پیس چکی تھی، ہمارے اور بنو حنیفہ کے درمیان صلح نافذ ہو چکی ہے۔ بخدا اگر وہ کچھ بھی نہ دیتے تب بھی میں اُن سے

نہ لڑتا اُس کے علاوہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں،" اُسید بن حُضیر:۔ "تم نے مالک بن نُویرہ کو قتل نہیں کیا، وہ بھی تو مسلمان تھا!" خالدؓ نے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا۔ سلمہ بن سلامۃ بن وقش بولے:۔ خالدؓ، خلیفہ کے فرمان کی مخالفت نہ کرو" خالدؓ:۔ اگر ضرورت کا مقتضیٰ نہ ہوتا تو میں کبھی ایسا نہ کرتا، پُرانے آزمودہ کار، قرآن خواں مسلمان مارے جا چکے تھے اور صرف ایسے لوگ زندہ تھے جن کی طرف سے مجھے اندیشہ تھا کہ اگر دشمن نے ڈٹ کر اُن کا مقابلہ کیا تو وہ منہ موڑ جائیں گے، اس لئے میں نے صلح کر لی اور اب تو وہ مشرف بہ اسلام بھی ہو چکے "

خالد بن ولیدؓ، مُجّاعہ کی لڑکی سے جس کے بے نظیر حسن کی سارے یمامہ میں دھوم تھی، عقد کرنا چاہتے تھے۔ مجاعہ نے کہا: کچھ دن ٹھہر جاؤ، اتنی جلد شادی کی تو میں اور تم دونوں نقصان اُٹھائیں گے اور تمہاری بڑی بدنامی ہوگی، اس سے بہتر سمجھو کہ میں شادی کرنا نہیں چاہتا۔ خالدؓ:۔ مرد آدمی، شادی کر ڈالو اگر خلیفہ کی رائے میرے بارے میں اچھی ہے تو کوئی ایسی بات نہ ہوگی جس کا تمہیں اندیشہ ہے اور اگر وہ مجھ سے آزردہ ہیں تب بھی شادی کوئی ایسا جرم نہیں جس سے میں ڈروں"۔ مُجّاعہ:۔ میں نے اپنی مخلصانہ رائے پیش کر دی، آگے تمہاری مرضی، اگر کچھ ہوا تو اس کے ذمہ دار تم ہو"۔ مُجّاعہ نے اپنی لڑکی کی خالد سے شادی کر دی۔ اس کی خبر ابوبکر صدیقؓ کو ہوئی تو وہ خفا ہوئے اور عمر فاروقؓ سے بولے:۔ "واقعی خالد کو عورتوں سے غیر معمولی دلچسپی معلوم ہوتی ہے جبھی تو اُنھوں نے دشمن سے رشتہ جوڑا اور اپنی مصیبت تک فراموش کر دی"۔ عمر فاروقؓ نے خالدؓ کو خوب بُرا بھلا کہا اور جتنا ممکن ہو سکا شادی کی مذمت کی۔ چند ہی دن بعد خالد بن ولیدؓ کو سلمہ بن سلامۃ کی معرفت خلیفہ کا یہ پُرعتاب خط موصول ہوا۔

"ام خالد کے بیٹے بڑے لاابالی ہو تم، عورتوں سے شادی بیاہ رچاتے ہو حالانکہ تمہارے دروازہ پر بارہ سو مسلمانوں کا خون خشک بھی ہونے نہیں پاتا، پھر مُجّاعہ نے صحیح طریق کار سے تمہیں باز رکھا اور اپنی قوم کی طرف سے صلح کی حالانکہ خدا نے اُن کو تمہارے بس میں کر دیا تھا، خط میں اور باتیں بھی تھیں جن کو وثیمہ[1] نے اپنی کتاب الردّۃ میں نقل کیا ہے"۔ خالدؓ نے خط پڑھ کر کہا: "یہ عمرؓ کا کیا دھرا ہے"۔ انھوں نے صحابی ابوبرزہ اسلمی کے ہاتھ ابوبکر صدیقؓ کو یہ جواب لکھ کر بھیجا:۔

"جان کی قسم! میں نے اس وقت تک شادی نہیں کی جب تک کہ فتح و کامرانی کی مسرت پوری طرح مجھے حاصل

[1] وثیمہ بن موسیٰ متوفی ۲۳۷ھ

نہ ہوگئی اور میں کیمپ سے نکل کر گھر کے ماحول میں منتقل نہ ہوگیا، میں نے ایک ایسے شخص سے رشتہ جوڑا ہی جس کو پیغام دینے اگر مدینہ سے مجھے آنا پڑتا تب بھی پرواہ نہ کرتا ..... (آپکی شکایت کہ میں نے شہیدوں کا اچھی طرح ماتم نہ کیا تو بخدا اُن کی موت پر مجھکو بے پایاں افسوس ہوا اور اگر کسی کا غم زندوں کو بقیدِ حیات رکھ سکتا اور کسی کا ماتم مُردوں کو بقیدِ حیات لاسکتا تو میرا ماتم اور غم ضرور یہ اثر دکھاتے (یقین کیجئے) شوق شہادت مجھے ایسے ایسے خطروں میں لے گیا جہاں بچنے کی اُمید نہ رہی تھی اور موت کا یقین ہوگیا تھا۔ رہا مُجّاعہ کا دھوکہ دیکر مجھے صحیح طریق کار سے باز رکھنا تو عرض ہی کہ میں نے اُس موقع پر اپنی رائے غلط نہ سمجھی علاوہ بریں مجھے غیب کا علم بھی نہ تھا (جو مُجّاعہ کے دھوکہ کو پہلے سے معلوم کرلیتا) اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ صلح سے سلمانوں کو فائدہ پہونچا خدا نے انکو بنوحنیفہ کے مال و متاع کا وارث بنادیا اور آخرت میں اُن کے لئے اہل تقویٰ کے انعام مخصوص فرمائے" اس عریضہ سے ابوبکر صدیقؓ کی خفگی کسی قدر کم ہوئی لیکن عمر فاروقؓ پر اس کا مطلق اثر نہ ہوا وہ خالدؓ کی شادی پر برابر لعن طعن کرتے رہے۔ کچھ سر برآوردہ قریشی لیڈر بھی اُن کے ہمنوا تھے، ابو برزہ اسلمی سے نہ رہا گیا، انھوں نے خالدؓ کی حمایت میں کہا: خلیفہ صاحب خالد پر نہ تو بزدلی کا الزام لگانا ممکن ہے نہ غداری کا، انھوں نے جنگ کے خطرات میں گھسکر اسلام کی وفاداری کا حق پوری طرح ادا کردیا اور دشمن کے جان توڑ حملوں کا ایسے عزم و ثبات سے مقابلہ کیا کہ بالآخر فتح پائی، بنوحنیفہ سے انھوں نے دب کر صلح نہیں کی اور صلح کرنے میں بھی اُن سے کوئی اجتہادی غلطی نہیں ہوئی کیونکہ قلعوں پر اُن کے سامنے عورتیں مردوں کی ہیئت میں لائی گئی تھیں" ابوبکر صدیق: "تم سچ کہتے ہو، تمہاری باتوں سے خالدؓ کے خط کی نسبت انکی زیادہ برأت ظاہر ہوتی ہے" صلح کرنے کے بعد خالد بن ولید کو اندیشہ ہوا کہ عمر فاروقؓ، خلیفہ کو انکے خلاف ضرور بھڑکائینگے لہذا انھوں نے ابوبکر صدیقؓ کو یہ مراسلہ بھیجا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، خلیفہ رسول اللہ کی خدمت میں خالد بن ولید کیطرف سے، بخدا میں نے حنیفوں سے اسوقت تک صلح نہ کی جبتک میری فوج کے وہ لوگ قتل نہ ہوگئے جن پر میری قوت کا دارومدار تھا، جب گھوڑے سوکھکر کانٹا ہوگئے اور اونٹ بھوکوں مرنے لگے، جنگ میں اتنے مسلمان مارے گئے اور اتنے زیادہ زخمی ہوئے کہ اس ڈر سے کہ کہیں وہ ہار نہ جائیں (یا سب کے سب قتل نہ کردیئے جائیں) میں بھیس بدلکر تلوار سونت کر انتہائی خطروں میں کود پڑتا تھا۔ آخرکار خدا نے فتح عنایت کی شکر ہے اس کا۔" یہ خط پڑھکر ابوبکر صدیقؓ مسرور ہوئے، اس وقت عمر فاروقؓ آگئے، ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خط دیدیا، پڑھکر بولے:۔ خالدؓ نے بنوحنیفہ سے اپنے رشتہ کو بنھایا اور آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی، یہ لکھ کر آپ پر احسان رکھا ہی کہ میں بذات خود جنگ

میں کود پڑا۔ ابوبکر صدیقؓ: عمرؓ ایسا نہ کہو، خالد مخلص افسر ہے، مبارک رائے اور قاہر دشمن، رسول اللہؐ اس کی قدر و منزلت کرتے تھے، اور کئی بار اس کو مہمیں بھی سپرد کیں" عمر فاروقؓ: مہمیں سپرد کیں لیکن خالد نے اُن کے حکم کی مخالفت کی اور جاہلی ہتھکنڈوں سے لوگوں کو قتل کیا، مالک بن نُویرہ کا تازہ واقعہ آپ کے سامنے ہے" ابوبکر صدیقؓ: یہ باتیں چھوڑو۔ عمر فاروقؓ: بہت اچھا

صلح نامے پر دستخط ہونے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے حکم دیا کہ بنو حنیفہ کے سارے مرد قلعوں میں چلے جائیں اور مُجّاعہ کو قسم دیکر وعدہ لیا کہ ایسی کوئی چیز جو صلح میں داخل ہے نہ تو خود چھپائیں گے اور اگر کوئی دوسرا چھپائیگا تو اُسکی رپورٹ کریں گے، اس کے بعد قلعے کھول دیئے گئے، وہاں سے بڑی مقدار میں ہتھیار لائے گئے، خالدؓ نے اُن کا الگ ذخیرہ کر لیا، اس کے بعد وہاں جتنا روپیہ پیسہ تھا لایا گیا، خالدؓ نے اسکو علیحدہ جمع کیا، پھر جتنے گھوڑے ملے اُن پر قبضہ جمایا، اونٹ اور گھریلو سامان چھوڑ دیا، پھر عورتوں اور بچوں کے دو حصے کئے اور قرعہ ڈالکر ایک حصہ جس پر لفظ "اللہ" لکھا تھا لے لیا، اس کے پانچ حصے کئے اور اُن میں سے ایک کو لفظ "اللہ" کے زیر عنوان الگ کیا، اسی طرح گھوڑوں اور زرہوں کے بھی پانچ حصے کئے اور پانچواں یعنی خمس الگ کر لیا، سونے چاندی کو تولکر اس کا بھی پانچواں حصہ نکال لیا، باقی حصے مسلمانوں میں بانٹ دیئے، گھوڑے کو اس کے مالک کی نسبت دوہرا حصہ دیا گیا اُس کے بعد سارے مال غنیمت کا خمس لیکر ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

جنگ کے خاتمے پر خالدؓ اپنی عسکری قیام گاہ چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلے گئے اور انتظار کرنے لگے کہ مدینہ سے حکم آئے تو جائیں۔ کچھ دن بعد سلمہ بن عمیر جو بنو حنیفہ کا ایک بڑا سرکش تھا آیا اور مجاعہ سے کہا کہ امیر یعنی خالد سے میری ملاقات کرا دو، مجھے کچھ کام ہے۔ مجاعہ نے انکار کیا اور کہا: سلمہ اپنی جان کی خیر مناؤ تمہیں اب سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے اگر تم خالد سے ملے تو وہ میرے ہاتھ سے تمکو مروا دیگا۔ سلمہ: کیا خالد کیطرف سے میرا دل صاف ہو سکتا ہے جس نے میری قوم کو قتل کر ڈالا ہے؟ مُجّاعہ نے اسکی طرف دھیان نہ دیا، سلمہ خالدؓ کو اچانک قتل کرنے کی ٹوہ میں تھا وہ خالدؓ کے ملاقاتیوں میں کیساتھ ہو کر ایکدن انکی بیٹھک میں آیا اسکو دیکھتے ہی خالدؓ نے مُجّاعہ کی طرف تاک کر کہا: خدا کی قسم اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی نیت خراب ہے" مُجّاعہ اُٹھے انکو اندیشہ تھا کہ خالدؓ کا گمان صحیح ہے، انھوں نے سلمہ کے پاس ایک چھپی تلوار پاکر کہا، دشمن خدا تجھ پر لعنت ہو تو بنو حنیفہ کا استیصال کرانا چاہتا ہے، خدا کی قسم اگر تو نے خالد کو قتل کیا تو کوئی حنفی زندہ نہ بچیگا" مُجّاعہ نے سلمہ کا گریبان پکڑا اور اسکو کھینچتے ہوئے ایک کوٹھری میں لیگئے وہاں اسکے بیڑیاں ڈالیں اور بند کر دیا۔ رات کو سلمہ اپنی تلوار لیکر نکل بھاگا اور یمامہ کے

ایک باغ میں بھیجا۔ لوگوں کو اس کے ارادے معلوم ہو گئے۔ خالد اس کے قتل کا حکم صادر کر چکے تھے، مُجّاعہ نے اسکی سفارش کی اور کہا: ابوسلیمان، میری خاطر اس کی جان بخش دو۔ خالد نے معاف تو کر دیا لیکن کہا کہ اس کو تنبیہ کی جائے، مُجّاعہ نے اسکو ڈانٹا پھٹکارا (جیسا کہ اوپر بیان ہوا) سلمہ چلا گیا، یمامہ کے لوگوں نے اسکو گھیر لیا، یہ دیکھکر اس نے اپنے گلے پر تلوار پھیر لی اس کی شہ رگ کٹ گئی اور وہ ایک کنویں میں گر کر مر گیا۔

زید بن اسلم: ابوبکر صدیقؓ نے خالدؓ کو یمامہ کی مہم پر بھیجکر خواب دیکھا کہ علاقہ ھجر (یمامہ و بحرین) کی کھجوریں اُنکے پاس لائی گئی ہیں، انھوں نے ایک کھجور کھائی جو دراصل گٹھلی تھی کھجور سے ملتی جلتی، ذرا دیر چبا کر انھوں نے کھجور تھوک دی اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ خالد بن ولید کو بنو حنیفہ کے ہاتھوں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا لیکن فتح انشاء اللہ انہی کو نصیب ہوگی جبتک خالدؓ کا قاصد آتا ابوبکر صدیقؓ یمامہ کی خبروں کی ٹوہ میں رہا کرتے۔ ایک دن شام کو وہ عمر فاروقؓ، سعیدؓ بن زید اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور کچھ دوسرے مہاجر و انصار دوستوں کے ساتھ مدینہ کے باہر حَرّہ کے راستے صرار جانے کے لئے نکلے ہوئے تھے کہ ابوخیثمہ انصاری جن کو خالدؓ نے بھیجا تھا، راستہ میں ملے، ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا: کیا خبر ہے ابوخیثمہ؟ بولے خیریت ہے، خدا کے فضل سے یمامہ فتح ہوا، یہ سنکر ابوبکر صدیقؓ سجدہ میں گر پڑے، ابوخیثمہ نے خالد بن ولید کا خط دیا جس کو پڑھکر ابوبکر صدیقؓ اور سب ساتھیوں نے خدا کا شکر ادا کیا، پھر خلیفہ نے ابوخیثمہ سے جنگ کے حالات سنانے کو کہا، ابوخیثمہ نے خالد کی فوجی کارروائی کا ذکر کیا اور بتایا کس طرح انکی فوجیں پسپا ہوئیں اور کتنے لوگ مارے گئے، ابوبکر صدیقؓ سنتے اور انا للہ پڑھتے اور مرنے والوں کے لئے رحم کی دعا کرتے۔ پھر ابوخیثمہ نے کہا: خلیفہ رسول اللہ، دشمن نے ہمیں بدو رنگروٹوں کی طرف سے آدبایا، وہ بھاگے تو ہم بھی اُن کی لپیٹ میں آکر بھاگ گئے، اُن کی بدولت ہم کو منھ موڑنا پڑا، جس سے ہم ناواقف تھے، آخرکار خدا نے ہمیں فتح عنایت کی۔ اس موقع پر ابوبکر صدیقؓ نے کہا:۔ میں نے بہت ہی بُرا خواب دیکھا تھا جس کے پیش نظر میرا خیال تھا کہ بنو حنیفہ کے ہاتھوں خالدؓ کو سخت زک پہنچے گی۔ کاش خالد اُن سے صلح نہ کرتے اور سب کی گردن مار دیتے، ہمارے مقتولوں کے بعد اہل یمامہ کو زندہ چھوڑنا مناسب نہ تھا، یہ لوگ تاقیامت اپنے کذب کے فریب میں مبتلا رہیں گے الا یہ کہ خدا ان کو بچالے۔

اس کے بعد خالد بن ولید کے ساتھ یمامہ کا ایک وفد خلیفہ سے ملنے روانہ ہوا۔